

دوسری کتاب ”اسلام کے بعض معاشی بہلو“ میں مختلف اہل قلم کے جن میں اکثر ماہرین معاشیات ہیں، کوئی گیارہ مقالات ہیں۔ پہلا مقالہ بروفیسر ایم۔ ابن ہدی صاحب کا ہے، جس کا عنوان ہے ”اسلام اور معاشیات“، اس کے آخر میں موصوف لکھتے ہیں:-

اسلام بحیثیت مجموعی انسان کی زندگی کے لئے مکمل خابطہ، حیات ہے۔ یہ صرف اخروی نجات کا کفیل نہیں، جسم سے کہ دوسرے مذاہب ہیں۔ لہ یہ انسان کو مصنوعی طور پر حصول بخروں میں تقدیر، کرنے کا قائل ہے کہ ایک انسان سیاسی ہو۔ ایک مجض معاشی ہو کہ وہ مجض دولت بیدا کرتا اور اسے صرف کرتا ہے۔ ایک مذہبی پرچارک ہے اور دوسرے کا کام اس کے بیچھے چلتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔ انسان ایک کامل وحدت ہے۔ اسکی ایک مرکب، مجتمع اور جامع شخصیت ہے، اور وہ ایک ہی وقت میں سیاسی بھی ہے اور معاشی اور مذہبی بھی۔ اب اسلام چونکہ انسان کو اس طرح کی ایک وحدت سمجھتا ہے۔ اس لئے اسے زندگی میں جن مسائل سے بھی سارہ پڑتا ہے۔ ان کے ہمارے میں اسلام کو رہنمائی کرنا ہے۔

اسلام کے اس تصور اور اس کے عملی منصب کو بیش نظر رکھ کر پروفیسر ہدی صاحب نے مسئلہ سود پر بحث کی ہے۔ اور بجا طور پر یہ ثابت کیا ہے کہ اسلام انسان کے لئے جس زندگی کا طالب ہے، اس میں سود کی قسم کی جیز روا نہیں ہو سکتی۔ بعض دوسرے مقالات میں ”سود کے بغیر معیشت“ یک امکانات پر عالمانہ بحثیں کی گئی ہیں۔ ایک مقالہ ”اسلام میں لگان داری کا نظام“، ڈاکٹر اشتباق حسین قریشی کا ہے۔ جس میں، موصوف نے زمینداری اور ٹائی کے زرعی نظام پر بحث کی ہے۔ یہ مقالہ بڑا بلند ہایہ اور تاریخی حفائق کا حامل ہے۔

زیر نظر کتاب میں مقالات میں ”ربا“ کے علاوہ اس قسم کے منافعوں کو جسمی مثال کے طور پر بیک کا منافع ہے، اسلامی معشت سے خارج قرار دیا گیا یہ۔ لیکن یہاں ایک سوال بیکا ہوتا ہے، جس پر وہ تو کسی مقالہ لگان لئے

روشنی ڈالی ہے اور نہ کتاب کے مقدمہ انکار موتمر اسلامی کے سیکریٹری جنرل نے ۔ اس وقت ہماری جو معیشت ہے، نہ صرف ہماری، بلکہ تمام مسلمان ملکوں کی، ان میں اس قسم کے منافعوں کے بغیر جن میں ایک بیک کا منافع بھی ہے ۔ معیشت کیسے چل سکتی ہے ۔ نظریتاً نہیں، بلکہ عملًا اور عملاً سے مراد یہ ہے کہ ان نہوں چیزوں کی اور انہیں استعمال کرنے کے طریقوں کی باقاعدہ نشان دہی کی جائے اور بتایا جائے کہ ان کی مدد سے ہماری معیشت یوں چل سکتی ہے ایک سیاسی اور معاشی نظام خلاء میں نہیں ہوتا ۔ وہ تاریخی، حرکات کا جنم ہے اب ہم سی چیزوں بروئے کار لاتی ہیں، عملی پرتو ہوتا ہے ۔ ہمارے اکثر ارباب فکر جو آج کل اسلامی معیشت پر لکھتے ہیں ۔ موجودہ تاریخی محرکات کو تبدیل کرنے کی راہیں مجھہائے بغیر ضرب تقسیم کے ذریعہ یا ایثار و نیکی کے مقولے پیش کر کے معیشت میں بنیادی تبدیلیوں کی باتیں کرتے ہیں ۔ جو ظاہر ہے ایک گونہ جذبات کو تسلیم تو دے سکتی ہیں، لیکن امن سے عملی انتیجہ کیا نکالے گا ۔ پہ تو ایسا ہی ہے جیسے صرف دعاؤں سے افزائش رزق اور ”دم درود“ سے بیماریوں کے علاج کی کوششیں کی جاتی ہیں ۔

خلافت راشدہ کے آخری دور میں خاندانی بادشاہت کا غلبہ ہوتا ہے ۔ امن کے بعد تیرہ سو سال تک اسلامی تاریخ اس نظام کو اپنانے پر مجبور رہی ۔ اب جو تاریخی، حرکات پدلتے ہیں، تو ایک ایک کر کے مسلمانوں کے ہاں سے تخت و تاج ختم ہو رہے ہیں ۔ ایک اور مثال معیشت کی ہے ۔ صدر اول میں زمین کو بٹائی پر دینا شرعاً جائز نہیں مجھہا جاتا تھا۔ لیکن عباسی خلافت کے شروع میں امن نے ”معاشی اضطرار“ کی صورت اختیار کرلی ۔ اور جاگیرداری اور زمینداری نظام مسلمانوں کے ہاں معمول بن گیا، اور اب تک ہماری معیشت کی بنا پر اس پر رہی ۔ لیکن اب جو تاریخی محرکات بدلتے ہیں، تو ”غیر محدود ملکیت زر و زمین“ کو اسلام کا عطا کرده بنیادی حق مانندے والی بھی ژرعی اصلاحات کے حامی ہوتے جا رہے ہیں ۔

مطلوب یہ ہے کہ ایک سیاسی و معاشی نظام کو سوئے سے بدلتے کے لئے اس زندگی کو ہدلنا ضروری ہوتا ہے جس کی بنیادوں پر اس نظام کی عمارت کھڑی